حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، دامت برکاتہم

نائب رئیس ———— جامعہ دارالعلوم کراچی

یادیں

(پچاسویں قسط)

مرزائی مقدمے کے سلسلے میں کیپ ٹاؤن کا دوسرا سفر

کیپ ٹاؤن کے جس مقدمے کا میں نے ذکر کیا، اس میں عدالت نے حکم امتناعی واپس لے کر مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا۔ اس کے بعد مرزائی صاحبان نے سپریم کورٹ میں اصل مقدمہ دائر کر دیا۔ وہاں کے عدالتی طریق کار کے مطابق دعویٰ، اور جواب دعویٰ وغیرہ داخل کرنے میں دو سال لگ گئے۔ اور آخر کار مقدمے کی پہلی سماعت کے لئے یکم نومبر ۱۹۸۴ء کی تاریخ مقرر ہوئی۔ اور کیپ ٹاؤن کے مسلمانوں نے دوبارہ اس وفد کو دعوت دی جو پہلے حکم امتناعی کے فیصلے کے وقت ۱۹۸۲ء میں جا چکا تھا۔ اس مرتبہ ہمارے ساتھ ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری اور ڈاکٹر محمود احمد غازی (رحمۃ اللہ علیہما) اور جناب ریاض الحسن گیلانی ایڈوکیٹ بھی ہمارے ساتھ تھے، اور ۲۵؍اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ہم دوبارہ کیپ ٹاؤن روانہ ہوئے۔ لیکن اس مرتبہ عدالت میں صرف ابتدائی قانونی نکات پر بحث ہوئی، جس کے بعد ان نکات پر عدالت نے فیصلہ محفوظ کر لیا۔ کیپ ٹاؤن سے واپسی پر میں سعودی عرب حاضر ہوا، حرمین شریفین کی حاضری بفضلہ تعالیٰ نصیب ہوئی، اور اسی موقع پر مجمع الفقہ الاسلامی (اسلامک فقہ اکیڈمی) کے پہلے اجلاس میں شرکت ہوئی جس کا مفصل تذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔ سعودی عرب کے بعد وہیں سے عراق کا سفر ہوا۔ ان تمام اسفار کا مفصل تذکرہ میری کتاب "جہان دیدہ" میں "وادی دجلہ وفرات" کے عنوان سے موجود ہے۔

مقدمے کے سلسلے میں تیسرا سفر

اس کے بعد جب ۱۹۸۷ء میں مقدمہ شروع ہوا، تو تیسری بار ہمیں کیپ ٹاؤن جانا ہوا، اور وہاں طویل قیام ہوا۔ اس موقع پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ عدالت میں

مسلمانوں کی طرف سے بیانات داخل کرنے تھے۔ اس کے لئے وفد کے انگریزی داں شرکاء پر مختلف موضوعات تقسیم کردیئے گئے۔ چنانچہ کچھ موضوعات پر پروفیسر خورشید احمد صاحب اور ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب نے بڑے مفصل مقالات لکھے، اور دو مقالے میں نے انگریزی میں لکھے۔ ایک مرزائیوں کے لاہوری گروپ کے بارے میں، اور دوسرا صوفیاء کرام کی ان عبارتوں کے بارے میں جن کے ذریعے مرزائی مغالطے دیتے ہیں۔ یہ دونوں مقالے ابھی تک چھپے نہیں ہیں، لیکن میرے انگریزی مقالات ومضامین کا جو مجموعہ میرے رفیق کار مولانا شاکر جکھورا سلمہ نے مرتب کیا ہے، اس میں زیر طبع ہیں۔ ان مقالات میں مرزائیوں کی جن کتابوں کے حوالے دیئے جاتے تھے، عدالت کے لئے ان کی اصل کتابوں کے فوٹو اسٹیٹ ساتھ لگانے پڑتے تھے، اس کام کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑی تن دہی سے مصروف رہتے تھے۔ یہ ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ کا زمانہ تھا۔ اس کام میں ہم سب صبح وشام لگے ہوئے تھے، یہاں تک کہ عیدالاضحیٰ کا وقت قریب آگیا، اور کام ابھی باقی تھا۔ میرے دوست جناب شعیب عمر صاحب نے ڈربن سے مجھے فون کیا کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر میں ایک دن کے لئے ڈربن آجاؤں، چنانچہ میں عید سے ایک دن پہلے ڈربن چلا گیا، عیدالاضحیٰ کی نماز وہاں پڑھائی، اور عید کا دن ان کے پاس گذار کر واپس کیپ ٹاؤن آیا، اور اس کے بعد اپنا کام مکمل کرکے وطن واپسی ہوئی۔

حضرت شیخ محمد یاسین الفادانیؒ سے اجازت حدیث

مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص فضل وکرم یہ رہا کہ سال میں کئی کئی مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوتی رہی۔ ۱۴۰۵ھ کے غالباً جمادی الثانیہ (تقریباً مارچ ۱۹۸۵ء) کا مہینہ تھا جب مکہ مکرمہ حاضری کے موقع پر مدرسہ صولتیہ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد شمیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے مکہ مکرمہ کے ایک بزرگ حضرت شیخ محمد یاسین الفادانی رحمۃ اللہ علیہ کا پتہ بتلایا۔ ان کے آباء واجداد تو انڈونیشیا کے تھے، لیکن وہ خود مکہ مکرمہ ہی میں (۱۳۳۵ھ میں) پیدا ہوئے، اور وہیں پلے بڑھے، اور مدرسہ صولتیہ ہی میں علم حاصل کیا، اس کے علاوہ حرمین شریفین کے بڑے بڑے علماء کرام سے انہوں نے مختلف علوم پڑھے ہیں۔ ان کو خاص ذوق یہ تھا کہ دنیا کے مختلف علاقوں سے جو علماء کرام حرمین شریفین حاضر ہوتے، ان کی خدمت میں جاکر ان سے حدیث کی اجازت حاصل کرتے تھے۔ اس طرح ان کے پاس اسانید حدیث کا، اور خاص طور پر احادیث

مسلسلہ کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ شاید ایسا ذخیرہ کسی اور کے پاس نہ ہو۔ مختلف علوم پر ان کی ساٹھ سے زیادہ تالیفات بھی ہیں جن میں سنن ابی داود اور بلوغ المرام کی شرح بھی داخل ہیں۔

مجھے ان کی خدمت میں حاضری کا شوق پیدا ہوا، تو مولانا شمیم صاحبؒ نے رہنمائی کے لئے ایک صاحب کو میرے ساتھ بھیج دیا۔ وہ مکہ مکرمہ کے محلے "عُتیبیہ" میں رہتے تھے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے انتہائی شفقت کا معاملہ فرمایا، اور نہ صرف اپنی تمام مرویات کی اجازت دی، بلکہ متعدد احادیث مسلسلہ متعلقہ تسلسل کے ساتھ سُنائیں۔

احادیث مسلسلہ محدثین کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایک بے نظیر مظہر ہے۔ اور وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کوئی ارشاد کسی خاص کیفیت کے ساتھ فرمایا تھا، تو صحابی نے اپنے شاگرد کو بھی اسی کیفیت کے ساتھ وہ حدیث سُنائی، پھر ان کے شاگرد نے بھی اپنے شاگرد کو اسی کیفیت کے ساتھ سُنائی، اور پھر یہ سلسلہ اسی طرح ہم تک پہنچا کہ ہر استاذ اپنے شاگرد کو وہ حدیث اسی کیفیت کے تسلسل کے ساتھ سُناتا رہا۔

چنانچہ حضرت شیخ فادانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سب سے پہلے حدیث مسلسل بالاولیۃ سُنائی جسے حدیث الرحمۃ بھی کہا جاتا ہے، اور مجھے یہ حدیث حضرت شیخ حسن المشاط رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۳۹۹ھ) سے بھی حاصل تھی جس کا تذکرہ میں ۱۹۶۳ء کے عمرے کے تذکرے میں کرچکا ہوں۔ اس کے بعد جہاں تک مجھے یاد ہے، دو مختلف نشستوں میں انہوں نے مندرجۂ ذیل احادیث مسلسلہ مجھے تسلسل کے ساتھ عطا فرمائیں:

۱۔ مسلسل بالمحبۃ جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: "إني أحبك، فقل: اَللّٰهم أعنّي على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك". (میں تم سے محبت کرتا ہوں، چنانچہ تم یہ کہا کرو کہ یا اللہ! مجھے اپنے ذکر اور شکر اور اچھی طرح عبادت کرنے کے لئے میری مدد فرمایئے۔) پھر حضرت معاذؓ نے اپنے شاگرد کو یہی جملہ کہکر یہ حدیث سنائی، اور پھر ہر استاذ نے اپنے شاگرد سے یہی جملہ کہا، اور حضرت شیخ فادانیؒ نے بھی مجھ سے یہ جملہ کہکر مجھے حدیث سنائی۔

۲۔ مسلسل بالمصافحۃ جس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگرد ابو ہرمز کو یہ حدیث سنائی کہ: "صافحت بكفي هذا كفَّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، فما مسستُ خزاً ولا حريراً ألين من كفّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم". (میں نے اپنے اس ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہاتھ پر مصافحہ کیا۔ تو میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے زیادہ کسی ریشم کو چھوکر نرم نہیں پایا۔" اس پر ابو ہرمزؒ نے حضرت انسؓ سے کہا: "صافحنی بالکفّ الّتی صافحت بها رسول الله صلّی الله علیه وسلّم". (جس ہاتھ سے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا تھا، اسی ہاتھ سے مجھ سے بھی مصافحہ کیجئے) اس پر حضرت انسؓ نے ابو ہرمز سے مصافحہ کیا، پھر ان سے لے کر ہم تک ہر راوی نے اپنے استاذ سے یہی درخواست کی، اور انہوں نے اپنے شاگرد سے مصافحہ کیا، اور کہا: "السلام علیکم" چنانچہ حضرت فادانیؒ نے جب مجھے حدیث سنائی، تو میں نے بھی ان سے اسی طرح مصافحے کی درخواست کی، اور انہوں نے مجھ سے مصافحہ فرمایا، اور کہا: "السلام علیکم"

۳۔۔ مسلسل بالمشابکة۔ اس روایت میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جملہ ارشاد فرماتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں ڈالی تھیں۔ بعد میں ہر استاذ نے جب اپنے شاگرد کو یہ روایت سنائی، تو اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں ڈالیں۔ چنانچہ حضرت فادانیؒ نے بھی میری انگلیوں میں اپنی انگلیاں ڈال کر مجھے یہ حدیث سنائی۔

۴۔۔ مسلسل بالضیافة علی الا سودین۔ اس میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کھجور اور پانی سے تواضع کی، اور کسی کی میزبانی کی فضیلت میں ایک طویل جملہ ارشاد فرمایا۔ بعد میں ہر استاذ نے کھجور اور پانی سے اپنے شاگرد کی تواضع کر کے وہ حدیث سنائی۔ حضرت فادانیؒ نے بھی مجھے کھجور کھلا کر اور پانی پلا کر یہ حدیث سُنائی۔ لیکن یہ حدیث انتہا درجے کی ضعیف حدیث ہے، یہاں تک کہ بعض محدثین نے اسے موضوع قرار دیا ہے، اس کے باوجود تسلسل کے ساتھ محدثین اسے روایت کرتے آئے ہیں۔

۵۔۔ مسلسل بقراءة سورة الصف۔ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم صحابۂ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے یہ باتیں کر رہے تھے کہ اگر ہمیں یہ پتہ چل جائے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے قرب کا زیادہ ذریعہ ہے، تو ہم وہ عمل کریں۔ اس پر سورۂ صف نازل ہوئی، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پوری سورۂ صف پڑھکر سنائی۔ پھر عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگرد کو اور انہوں نے اپنے شاگرد کو پوری سورۂ صف پڑھکر سنائی۔ اسی طرح یہ تسلسل ہم تک چلا آیا۔ چنانچہ حضرت فادانیؒ نے مجھے بھی پوری سورۂ صف پڑھکر یہ حدیث مجھے سُنائی۔

Scanned with CamScanner

۶۔۔**مسلسل بالقبض علی اللحیۃ**۔ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث کے بعد اپنی ریش مبارک پکڑ کر یہ جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ "آمنتُ بالقدر خیرہ وشرّہ، حلوّہ ومرّہ". پھر ہر راوی نے اپنے شاگرد کو یہ حدیث اپنی داڑھی پکڑ کر ہی سُنائی۔ حضرت فادانیؒ نے بھی حدیث سنا کر یہ جملہ اپنی داڑھی پکڑ کر ارشاد فرمایا۔ البتہ اس کی سند میں ضعف ہے۔

۷۔۔**مسلسل بالعدّ فی الید** ۔ اس روایت میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی پانچ انگلیاں یکے بعد دیگرے گننے کے انداز میں پکڑ کر آپ کو درود شریف کے پانچ صیغے بتائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح یہ صیغے حضرت علیؓ کو اور پھر ہر راوی نے اپنے شاگرد کو اسی طرح سکھائے۔ چنانچہ حضرت فادانیؒ نے میری انگلیوں پر درود شریف کے یہ صیغے گن کر سُنائے۔

۸۔۔**مسلسل بوضع الید علی الرأس**۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم میں سے کسی کو (صرف) اُس کا عمل جہنم سے نجات اور جنت میں داخل نہیں کرا سکے گا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال نہ ہو۔" صحابۂ کرامؓ نے پوچھا: "یا رسول اللہ! کیا آپ کو بھی؟" آپ نے ارشاد فرمایا: "مجھے بھی، جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت مجھے ڈھانپ نہ لے" اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنا دست مبارک اپنے سر مبارک پر رکھا۔ پھر ہر راوی نے یہ حدیث سُناتے ہوئے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا۔ چنانچہ حضرت فادانیؒ نے بھی اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر یہ حدیث مجھے سنائی۔ یہ اصل حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے، اور ابن عون کی روایت میں سر کی طرف اشارہ کرنے کا ذکر بھی موجود ہے، لیکن سر پر ہاتھ رکھنے کا تسلسل دوسری سند سے ہے۔

۹۔۔**مسلسل بالسؤال عن الاسم**۔ اس روایت میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نام، نسب، کنیت، شہر اور رہنے کی جگہ پوچھی، انہوں نے بتائی، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: "اے انس! دوست زیادہ بناؤ، کیونکہ تم ایک دوسرے کے شفیع بنو گے۔" پھر ہر راوی نے اپنے شاگرد سے یہی سوالات کئے، اور یہ حدیث سنائی۔ یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔

۱۰۔۔**مسلسل بمناولۃ السبحۃ**: یہ ایک روایت ہے جس میں ہم سے لے کر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ تک ہر استاذ نے اپنے ہاتھ میں تسبیح پکڑی ہوئی تھی، اور وہ اپنے شاگرد کو بھی پکڑائی۔ اس میں یہ مروی

ہے کہ عمر المکی صاحبؒ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی، تو ان سے پوچھا کہ: "اے میرے استاذ! آپ اپنی عظمت شان اور بہترین عبادت کے باوجود اب بھی تسبیح لئے ہوئے ہیں؟ اس پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "هذاالشیء کنا استعملناه فی البدایات، ما کنّا نترکه فی النّهایات، انا أحبّ أن أذکر الله بقلبی ویدی ولسانی". (ہم اس چیز کو شروع میں استعمال کیا کرتے تھے، اور اب آخر میں اسے چھوڑتے نہیں ہیں۔ مجھے یہ پسند ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر دل سے بھی کروں، ہاتھ سے بھی، اور زبان سے بھی)

حضرت فادانیؒ نے اس روایت کی اجازت مجھے اپنے ہاتھ میں تسبیح لیکر اور مجھے پکڑا کر عطا فرمائی۔ البتہ اس روایت مسلسلہ کی سند ضعیف ہے۔

۱۱۔ مسلسل بتقریب الجبن والجوز۔ اس روایت میں مذکور ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ کو پنیر اور اخروٹ کھاتے ہوئے پایا، اور پوچھا یا رسول اللہ! پنیر اور اخروٹ؟ آپ نے فرمایا: پنیر بیماری ہے، اور اخروٹ بیماری ہے، پھر یہ دونوں جمع ہو جائیں، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوا بن جاتے ہیں" اس کے بعد ہر استاذ نے اپنے شاگرد کے سامنے پنیر اور اخروٹ پیش کر کے اسے یہ روایت سنائی۔ حضرت فادانیؒ نے بھی مجھے اسی طرح یہ روایت سُنائی۔ البتہ اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے، بلکہ ابن جوزیؒ نے اسے موضوع قرار دیا ہے، لیکن علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ موضوع ہونے کی کوئی قابل اعتماد دلیل نہیں ہے، البتہ یہ روایت منکر ضرور ہے۔

۱۲۔ مسلسل بالتلقیم: اس روایت میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لقمہ بنا کر کھلایا۔ پھر انہوں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو، پھر ان سے لیکر ہم تک ہر استاذ نے اپنے شاگرد کو لقمہ بنا کر کھلایا۔ البتہ اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے۔

۱۳۔ مسلسل بالرؤیة: اس روایت میں مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا، اور کہا: "اے ابو عبدالرحمٰن! کیا آپ نے اپنی ان آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "جی ہاں" اس نے پوچھا: "کیا آپ نے ان سے اپنی اس زبان سے بات کی ہے؟" انہوں نے فرمایا: "جی ہاں!" پھر پوچھا: "کیا آپ نے اپنے ان ہاتھوں سے آپ سے بیعت کی ہے؟" فرمایا: "جی ہاں!" تو اس شخص نے کہا: "خوشخبری ہے آپ کیلئے اے ابو عبدالرحمٰن!"

Scanned with CamScanner

اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: " کیا میں تمہیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سُنی ہے؟ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ: " ((طوبی لمن رآنی وآمن بی .طوبی لمن لم یَرَنی وآمن بی)) ثلاثاً ((فمن رآنی أو رأی من رآنی إلی یوم القیامة دخل الجنّة.))

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ان مسلسلات کی جو سند تسلسل کے ساتھ آئی ہے، وہ مسلسل بقرائۃ الصف کے علاوہ اکثر روایتوں میں ضعیف ہے، اور ان میں سے کچھ احادیث ایسی ہیں جن کی سند بغیر تسلسل کے قابل استدلال ہے، اور بعض ایسی ہیں کہ بغیر تسلسل کے بھی ضعیف ہیں۔ اس کے باوجود تسلسل کی برکات حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے محدثین نے انہیں تسلسل کے ساتھ اپنے مشائخ سے حاصل کرنے کا اہتمام کیا ہے، جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ جس حدیث کی سند میں ضعیف راوی آجائیں ان سے کوئی شرعی حکم تو نکالا نہیں جاسکتا، لیکن روایت کے ضعف کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس کی سند میں کوئی راوی کمزور ہے، لیکن یہ تو ضروری نہیں ہے کہ کمزور راوی نے ہمیشہ غلط ہی روایت کی ہو، اس لئے اس میں فی الجملہ یہ احتمال باقی رہتا ہے کہ کمزور راوی نے شاید یہاں صحیح بات نقل کی ہو۔ اس احتمال کی وجہ سے کوئی شرعی حکم تو ثابت نہیں ہوسکتا، لیکن ایک عاشق کے لئے یہ احتمال بھی اپنی محبت کے اظہار کے لئے کافی ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے بہت سے لوگوں کا یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ ان کے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک موجود ہے۔ اکثر وبیشتر اس کی کوئی سند نہیں ہوتی، لیکن احتمال ضرور ہوتا ہے کہ شاید واقعی رسول حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت درست ہو، اس احتمال کی وجہ سے کوئی اس کی زیارت کرے تو یہ محبت کا تقاضا کسی طرح مذموم نہیں۔ یہی حال احادیث مسلسلہ کا بھی ہے۔

ان مسلسلات کے علاوہ حضرت فادانیؒ نے مجھے اپنی تمام مرویات کی اجازت دی، بلکہ مجھے یہ اعزاز بخشا کہ اپنا ثَبَت [1] میرے نام سے منسوب فرمایا جو "الفیض الرحمانی بإجازة فضیلة الشیخ محمّد تقی العثمانی" کے نام سے شائع ہوا، اور اس کے پانچ سو نسخے مجھے ارسال فرمائے۔ اس ثبت کے شروع میں

---

[1] ثبت اس کتاب یا رسالے کو کہتے ہیں جس میں کوئی محدث اپنی اسانید جمع کرتا ہے کہ اس نے کون سی حدیث کی کتاب کس سند سے روایت کی ہے۔

Scanned with CamScanner

حضرتؒ نے تحریر فرمایا:

"وممن أعتنى بعد ما اقتنى حضرة الشيخ الأجلّ الأبرّ الفائق فى كلّ فنّ على أقرانه والسامى فى أندية الخير على أخدانه محمد تقى العثمانى ابن شيخنا العالم العلامة الجليل سماحة المفتى النبيل سيدى الشيخ محمد شفيع الديوبندى، فحضر إلى منزلى بمحلّة العتيبية بمكة المكرّمة المحروسة المحميّة، ولما تشرّفت بطلعته البهيّة، وسرّتنى أخلاقه المرضية، طلب منّى الإجازة مع سماع بعض المسلسلات المتّصلة إلى خير البريّة صلى الله عليه وسلم وزاده فضلاً وشرفاً لديه، ولما علمت أنّ ذلك ناشء منه عن حسن ظنّ وسلامةِ طويّة، لم يسعنى إلا إجابته بهذه الأمنيّة، فأجبت طلبه وحقّقت أرَبه نزولاً على حسن ظنّه وتشبّهاً بمشايخى الأعلام.

فتشبّهوا إن لم تكونوا مثلهم إنّ التشبّه بالكرام فلاح .فأسمعته جملةً صالحة من المسلسلات المتداوَلة، منها حديثُ الأوّليّة، والمسلسلُ بالمحبة، والعدَّ على الأصابع، وأضفته على الأسودين الماء والتمر، وناولتُه السُّبحةَ وصافحته، وشابكته وأسقيته وقرّبت إليه الجُبُنَ والجوز، ولقّمته، وقبضت على لحيتى وقلت: "آمنت بالقدر خيره وشره، حلوه ومرّه"، وأسمعته المسلسل بالرؤية إلى غير ذلك، كما فعل معى ذلك كلّه جمعٌ من مشايخى.

ثمّ أجزت العلامة تقى العثمانى المومئى إليه إجازةً خاصّةً بما تلقّاه منّى سماعاً أو عرضاً، وأجزته إجازة مطلقة تامّة بما حَصَلَتُ لى روايتُه وثَبَتَتُ عنّى درايتُه من منقول ومعقول وفروع وأصول وبسائر مصنّفاتى من شروح وحواشى وتقريرات ومعاجم وأثبات ومشيخات، ثمّ كتبت هذه الإجازة له وسمّيتها:

((الفيض الرحمانى بإجازة الشيخ محمد تقى العثمانى))

مسلسل بیوم عاشوراء کا عجیب واقعہ

حضرت شیخ محمد یاسین فادانی رحمۃ اللہ علیہ کی شفقتوں کی بنا پر ان سے الحمدللہ تعالیٰ ایک خصوصی تعلق ہوگیا

تھا، اور ان کی خدمت میں ایک سے زائد مرتبہ حاضری ہوئی۔ ایک مرتبہ شاید مجمع الفقہ الاسلامی کا کوئی ذیلی اجلاس تھا جس میں شرکت کے لئے میں جدہ حاضر ہوا۔ اتفاق سے اجتماع کے بعد یا اس کے دوران مجھے صرف ایک دن ایسا ملا کہ میں اس میں مکہ مکرمہ حاضر ہوسکوں، چنانچہ میں وہ دن حرم شریف میں گذارنے کے لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوا، اور وقت کم تھا، اس لئے مکہ مکرمہ میں کسی کو اپنے آنے کی اطلاع نہیں دی۔ نماز ظہر کے بعد میں حرم شریف سے نکل رہا تھا کہ حضرت شیخ محمد یاسین فادانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد اچانک سامنے آکر مجھ سے بڑے تپاک سے ملے، اور فرمانے لگے کہ حضرت شیخ" نے آپ کو بلایا ہے۔ میں حیران رہ گیا کہ انہیں میرے آنے کی اطلاع کیسے ہوئی، میں نے پوچھا، تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے تفصیل معلوم نہیں ہے، بس انہوں نے اتنا فرمایا تھا کہ گاڑی لیکر حرم شریف جاؤ، وہاں تقی ہوگا، اس کو ساتھ لیکر آجاؤ۔ حضرت شیخ" مکہ مکرمہ کے محلے عُتیبیہ میں رہتے تھے جو حرم شریف سے کافی دور تھا، میں تعمیل حکم کے لئے ان کی گاڑی میں بیٹھا، اور ان کے مکان پر پہنچا، تو سلام کے بعد وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے، اور فرمایا کہ تم چپکے چپکے آجاتے ہو، اور خبر بھی نہیں دیتے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت! میں معذرت چاہتا ہوں، لیکن آپ کو میرے آنے کی اطلاع کیسے ہوئی؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ اس سوال کو رہنے دو، میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ آج یوم عاشوراء ہے، اور ایک حدیث مسلسل بیوم عاشوراء ہے، جو عاشوراء کے دن ہی سنائی جاتی ہے، میں نے سوچا کہ تم آج یہاں آئے ہوئے ہو، اس لئے اچھا موقع ہے کہ تمہیں وہ حدیث سنا دوں، تاکہ اس تسلسل کی برکت بھی تمہیں حاصل ہوجائے۔ میں ان کی شفقت اور ندامت سے پانی پانی ہوگیا، پھر حضرت شیخ نے مجھے حدیث مسلسل بیوم عاشوراء سُنائی۔ وہ عاشوراء کے بارے میں معروف حدیث ہے جو صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے روزے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: "إني أحتسب على الله أن يكفّر السّنة الّتي قبلها " (یعنی مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ (عاشوراء کا روزہ) اپنے سے ایک سال پہلے کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے) حدیث تو معروف ہے، لیکن جس سند سے حضرت شیخ نے وہ حدیث سُنائی، اُس میں اکثر راویوں نے اپنے شاگردوں کو یہ حدیث عاشوراء کے دن سُنائی تھی، اس لئے حضرت" نے بھی مجھے عاشوراء کے دن سُنا کر مجھے اس تسلسل میں شامل ہونے کا شرف عطا فرمایا، لیکن مجھے آج تک یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ انہیں اُس دن میرے مکہ مکرمہ میں ہونے کی اطلاع کیسے ہوئی۔ اس کی کوئی اور ظاہری وجہ اس کے سوا

میری سمجھ میں نہیں آئی کہ یا تو ان کے کسی شاگرد نے مجھے دور سے دیکھ کر انہیں بتایا یا اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری آمد ان پر منکشف فرمادی، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ یہ میری حضرت شیخ سے آخری ملاقات تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

حضرت شیخ نادانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے مسلسلات کی اجازت دیکر یہ بھی فرمایا تھا کہ تم ان مسلسلات کو دوسروں تک بھی پہنچاؤ۔ اس لئے عرصۂ دراز سے میرا معمول ہے کہ میں دارالعلوم میں عاشوراء کے دن مختلف مسلسلات علماء کرام کے سامنے سُناتا ہوں، اور بعض مسلسلات اپنے دورۂ حدیث کے طلبہ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔

جاری ہے......

Scanned with CamScanner